امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ

غلام مصطفٰی ظہیر امن پوری

عمدۃ الحفاظ ، امام المحدثین ، سید الفقہاء ، امام کبیر الشان محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۹۴۔۲۵۶ھ)کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں ۔

قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند (۱۳۵۱۔۱۴۰۳ھ)کہتے ہیں :

'' سنِ ولادت تو ''صدق '' کے لفظ سے نکلتا ہے اور مدتِ عمر ''حمید'' کے لفظ سے ہے اور سنِ وفات ''نور'' کے لفظ میں ہے ، جہاں تک امام (بخاری رحمہ اللہ)کی عظمت اور جلالت کا تعلق ہے ، حافظہ ، عدل ، اتقان ، زہدوتقوٰی اور دیانت ، وہ اس سے زیادہ مشہور ہے ، جتنا کہ آفتاب کو ہم دیکھتے ہیں ، پوری امت نے امام کی تلقی بالقبول کی ہے ۔''(خطبات حکیم الاسلام : ۱/۲۵۴)

امام بخاری رحمہ اللہ کے شاگرد امام الائمہ ابنِ خزیمہ رحمہ اللہ (۲۲۳۔۳۱۱ھ)فرماتے ہیں :

ما رأیت تحت أدیم السّماء أعلم بالحدیث من محمّد بن اسماعیل البخاریّ ۔

''میں نے اس نیلی فام آسمان کی چھت کے نیچے محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ سے بڑھ کر حدیث کا عالم نہیں دیکھا ۔''(معرفۃ علوم الحدیث للحاکم : ص ۷۴ ، ح : ۱۵۵، وسندہ، صحیح)

امام صاحب کے ایک اور شاگرد امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

ولم أر أحدا بالعراق ولا بخراسان فی معنی العلل والتّاریخ ومعرفۃ الأسانید کبیر أحد أعلم من محمّد بن اسماعیل رحمہ اللّٰہ ۔

''میں نے عراق اور خراسان میں محمد بن اسماعیل (البخاری)سے بڑھ کر علل و تاریخ اور سندوں کی معرفت رکھنے والا کوئی عالم نہیں جانا۔''(کتاب العلل مع الجامع للترمذی : ص ۸۸۹ ، طبع دارالسلام)

امام بخاری رحمہ اللہ کے شاگرد امام مسلم رحمہ اللہ نے آپ کے سر کو بوسہ دیا اور فرمایا :

لا یبغضک الّا حاسد ، وأشهد أن لیس فی الدّنیا مثلک ۔

''آپ سے کوئی حاسد ہی بغض رکھ سکتا ہے ، میں گواہی

دیتاہوں کہ دنیا میں آپ جیسا کوئی نہیں ہے''
(الارشاد للخلیلی : ۳/۹۶۱، وسندہ، صحیح)
حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ (۷۷۳۔۸۵۲ھ)فرماتے ہیں :
اسناد هذہ الحکایۃ صحیح ۔(تغلیق التعلیق : ۵/۴۲۹)
امام ابنِ حبان رحمہ اللہ(م۳۵۴ھ) فرماتے ہیں :
وکان من خیار النّاس ممّن جمع وصنّف ورحل وحفظ وذاکر وحثّ علیہ وکثرت عنایتہ بالأخبار وحفظہ للآثار مع علمہ بالتّاریخ ومعرفۃ أیام النّاس ولزوم الورع الخفیّ والعبادۃ الدّائمۃ الی أن مات رحمہ اللّٰہ ۔
''آپ بہترین انسان تھے ، آپ نے حدیثیں جمع کیں ، کتابیں تصنیف کیں ، حصولِ حدیث کے لیے سفر کیا ، آپ نے حدیثوں کا مذاکرہ کیا ، اس پر ترغیب دلائی ، احادیث و آثار کے حفظ میں خوب توجہ کی ، آپ تاریخ اور علم ِ رجال کے عالم تھے ، آپ تاوفات خفیہ پرہیز گاری اور عبادت دائمہ پر کاربند رہے ، رحمہ اللہ ۔''
(کتاب الثقات لابن حبان : ۹/۱۱۳۔۱۱۴)
حافظ ابنِ حزم رحمہ اللہ (م۴۵۶ھ)آپ کے بارے میں لکھتے ہیں :
جامع الصَّحیح ، امام ، ثقہ مشہور ۔(المحلی : ۶/۲۰۔۲۱)
حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (م۴۰۵ھ)امام موصوف کے بارے میں لکھتے ہیں :
الامام فی علم الحدیث ، صاحب الجامع الصّحیح والتّاریخ ۔(تاریخ بغداد : ۲/۴)
حافظ ذہبی رحمہ اللہ (م۷۴۸ھ)فرماتے ہیں :
وکان اماما ، حافظا ، حجۃ ، رأسا فی الفقہ والحدیث ، مجتهدا ، من أفراد العالم مع الدّین والورع والتّألّہ ۔
''آپ امام ، حافظ ، حجت ، چوٹی کے فقیہ و محدث اور مجتہد تھے ، نیز دین داری ، تقوٰی و پرہیز گاری اور عبادت گزاری کے ساتھ ساتھ یگانہ ئ روزگار تھے ۔''(الکاشف للذهبی : ۳/۱۸)
نیز فرماتے ہیں :
أمّا محمّد بن اسماعیل الامام ، مؤلّف الصّحیح : فثقۃ ، بعد ذا فما سلم من الکلام لأجل مسألۃ اللّفظ ، ترکہ لأجلها أبوزرعۃ وأبوحاتم وهجرہ الذّهلی ۔
''صحیح (بخاری)کے مولف امام محمد بن اسماعیل (البخاری)ثقہ ہیں ، اگرچہ آپ مسئلہ لفظ کی وجہ سے کلام سے نہیں بچ پائے ، اسی وجہ سے آپ کو امام ابو زرعہ ، امام ابو حاتم اور امام ذہلی

رحمہم اللہ نے چھوڑ دیا تھا ۔''
(دیوان الضعفاء والمتروکین : ۲/۲۸۳)

مزید فرماتے ہیں :

فحجّۃ ، امام ، ولا عبرۃ بترک أبی زرعۃ وأبی حاتم لہ من أجل اللّفظ ، لأنّہ مجتهد فی المسألۃ بل ومصیب ۔

''آپ تو حجت اور امام ہیں ، امام ابوزرعہ و امام ابو حاتم کے مسئلہ لفظ کی وجہ سے آپ کو چھوڑنے کا کوئی اعتبار نہیں ، کیونکہ اس مسئلہ میں آپ مجتہد بلکہ حق بجانب تھے ۔''(المغنی : ۲/۲٦۸)

حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ (۷۰۱۔۷۷٤ھ)فرماتے ہیں :

الامام ، الحافظ ، المتقن ۔(تفسیر ابن کثیر : ٤/۸۱، بتحقیق عبد الرزاق المهدی)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں :

جبل الحفظ وامام الدّنیا فی فقہ الحدیث ۔

''امام بخاری رحمہ اللہ حافظے کے پہاڑ تھے ، فقہِ حدیث میں دنیا کے امام تھے ۔''(التقریب : ۵۷۲۷)

نیز فرماتے ہیں :

ویکفی منہ اتّفاقهم علی أنّہ أعلم بهذا الفنّ من مسلم ۔

''آپ کی فضیلت میں محدثین کا اس بات پر اتفاق ہی کافی ہے کہ آپ فنِ حدیث میں امام مسلم سے فائق ہیں ۔''(هدی الساری : ۱۱)

تنبیہ :

امام ابنِ ابی حاتم الرازی رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں :

سمع منہ أبی وأبوزرعۃ ، ثمّ ترکا حدیثہ عند ما کتب الیهما محمّد بن یحیی النّیسابوریّ أنّہ أظهر عندهم أنّ لفظہ بالقرآن مخلوق ۔

''آپ سے میرے والد اور ابو زرعہ رحمہمااللہ نے حدیثیں سنیں تھیں ، پھر دونوں نے اس وقت آپ کو چھوڑ دیا تھا جب ان دونوں کی طرف محمد بن یحییٰ نیساپوری نے خط لکھا کہ آپ نے ان کے ہاں قرآن کے تلفظ کے مخلوق ہونے کا موقف ظاہر کیا ۔''(الجرح والتعدیل : ۷/۱۷۱)

ایسا غلط فہمی کی بنا پر ہوا ، امام بخاری رحمہ اللہ اس بات کے قائل نہ تھے ، بلکہ آپ تو بندوں کے اعمال و افعال کو مخلوق کہتے تھے ، آپ نے خلق أفعال العباد نامی کتا ب بھی لکھی ہے ،

حافظ ذہبی لکھتے ہیں :

فھذہ مسألۃ مشکلۃ ، وقد کان أحمد بن حنبل وغیرہ لا یرون الخوض فی ھذہ المسألۃ ، مع أنّ البخاری رحمہ اللّٰہ ما صرّح بذلک ، ولا قال : ألفاظنا بالقرآن مخلوقۃ ، بل قال : أفعالنا مخلوقۃ ، والمقروّ والملفوظ ھو کلام اللّٰہ تعالیٰ ، لیس بمخلوق ، فالسّکوت عن توسّع العبارات أسلم للانسان ۔

''یہ مسئلہ مشکل ہے ، امام احمد بن حنبل وغیرہ رحمہم اللہ اس مسئلہ میں گہرائی اختیار کرنا درست نہیں سمجھتے تھے، جبکہ امام بخاری نے اس بات کی صراحت نہیں کی اور نہ ہی آپ نے یہ کہا ہے کہ ''ہمارا قرآن کا تلفظ کرنا مخلوق ہے '' بلکہ آپ نے تو فرمایا تھا کہ ''ہمارے افعال مخلوق ہیں اور پڑھی اور تلفظ کی جانے والی چیز اللہ تعالیٰ کی کلام ہے ، مخلوق نہیں ، لٰذ ا اس مسئلہ میں زیادہ باتوں سے اجتناب کرنا ہی انسان کے لیے زیادہ سلامتی ہے ۔''

(سیر اعلام النبلاء : ۱۵/٤۹٤)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ ہیں ، آپ اپنی صحیح بخاری میں ان سے روایت لاتے ہیں ، اتنی سی وضاحت کے بعد عرض ہے کہ ثمّ ترکا حدیثہ سے مراد عرفی اور اصطلاحی ترکِ حدیث مراد نہیں ، ترکہ فلان کے کئی مفہوم ہیں ، ان میں سے ایک یہ ہے کہ کسی سے لکھنا بندکر دینا اور علمی اعتبار سے تعلق ختم کر دینا ہے ، ہر جگہ محدثین کی اصطلاح مراد نہیں ہوتی ، جیسا کہ حافظ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

قولھم : ترکہ شعبۃ ، معناہ أنّہ لم یرو عنہ ، وترک الرّوایۃ قد یکون لشبھۃ لا توجب الجرح ، وھذا معروف فی غیر واحد قد خرّج لہ فی الصّحیح ۔

''ان کا یہ کہنا کہ شعبہ نے اسے چھوڑ دیا ہے ، اس کا مطلب یہ ہے کہ امام شعبہ نے اس سے روایت نہیں لی، روایت نہ لینا بسا اوقات ایسے شبہے کی بنا پر ہوتا ہے جو جرح کا سبب نہیں بنتا ہوتا ، صحیح کے کئی راویوں کے بارے میں یہ بات معروف ہے ۔''(مجموع الفتاوی : ۲٤/۳٤۹)

ثابت ہوا کہ ہر جگہ ترکہ فلان جرح نہیں ہوتا ، البتہ ترکوہ ہر جگہ جرح ہے ۔

مثال نمبر ۱ :

علی بن ابی ہاشم البغدادی کے بارے میں امام ابوحاتم الرازی فرماتے ہیں :

ما علمتہ الّا صدوقا ، وقف فی القرآن فترک النّاس حدیثہ ۔

''میں اسے صدوق ہی سمجھتاہوں ، اس نے قرآن کریم کے بارے میں توقف کیا تو لوگوں نے اس کی احادیث کو چھوڑ دیا ۔''(الجرح والتعدیل : ٦/١٩٥)

اس کی وضاحت خود امام ابو حاتم نے فرما دی کہ :

وقف فی القرآن ، فوقفنا عن الرّوایۃ عنہ ، فاضربوا علی حدیثہ ۔

''اس نے قرآن کے بارے میں توقف کیا تو ہم نے اس کی روایت سے توقف کر لیا ،لہٰذا اس کی حدیث کو چھوڑ دو'' (الجرح والتعدیل : ٦/١٩٥)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

ولیس ذلک بمانع من قبول روایتہ ۔

''یہ بات اس کی روایت کو قبول کرنے میں رکاوٹ نہیں بنتی ۔''(ھدی الساری : ٤٦٠)

یہاں اصطلاحی ''ترک '' مراد نہیں ، نہ ہی یہ الفاظ موجبِ جرح ہیں ۔

مثال نمبر ٢ :

جب امام علی بن المدینی رحمہ اللہ نے امام عطا ء بن ابی رباح کے بارے میں کہا :

کان عطاء اختلط بأخرۃ ، ترکہ ابن جریج وقیس بن سعد ۔

''عطا ء آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے ، ابنِ جریج اور قیس بن سعد نے ان کو چھوڑ دیا تھا ۔''

تو اس کے جواب میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

لم یعن علی بقولہ : ترکہ ھذان ، التّرک العرفیۃ ، ولکنّہ کبر وضعفت حواسّہ ، وکانا قد تکفّیا منہ وتفقّھا وأکثرا منہ فبطلا ، فھذا مرادہ بقولہ : ترکاہ ۔

''امام علی بن المدینی نے یہاں ترک سے مراد عرفیہ و اصطلاحیہ ترک نہیں لیا ، بلکہ امام عطاء رحمہ اللہ بوڑھے ہوگئے تھے اور ان کے حواس کمزور ہو گئے تھے ، ان دونوں نے آپ سے لمبا عرصہ استفادہ کیا ، فقہ سیکھی اور ان سے بہت زیادہ احادیث لیں ، پھر انہوں نے یہ کا م ختم کر دیا ، یہ ہے مراد امام علی بن مدینی رحمہ اللہ کے اس قول کی کہ ان دونوں نے آپ کو چھوڑ دیا تھا ۔''(سیر اعلام النبلاء : ٥/٧٨)

نیز فرماتے ہیں :
لم یعن التّرک الاصطلاحی ، بل عنیٰ أنّھما بطلا الکتابۃ عنہ ، والا فعطاء ثبت رضیّ ۔
''امام علی بن مدینی رحمہ اللہ نے ترکِ اصطلاحی مراد نہیں لیا ، بلکہ ان کی مراد یہ تھی کہ ان دونوں نے آپ سے لکھنا چھوڑ دیا تھا ، ورنہ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ ثقہ و ثبت راوی ہیں ۔''(میزان الاعتدال : ۳/۷۰)

مثال نمبر ۳ :

امام ابنِ ابی حاتم رحمہ اللہ امام علی بن مدینی رحمہ اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں :
کتب عند أبی وأبی زرعۃ وترک أبو زرعۃ الرّوایۃ عنہ من أجل ما کان منہ فی المحنۃ ، وکان أبی یروی عنہ لنزوعہ عمّا کان منہ ۔
''آپ نے میرے والد (امام ابو حاتم)اور امام ابو زرعہ رحمہما اللہ کے پاس احادیث لکھیں ، امام ابو زرعہ نے ان کی طرف سے فتنے میں ظاہر ہونے والی چیز کی وجہ سے ان سے روایت لکھنا ترک کردیا تھا اور میرے والد (امام ابو حاتم رحمہ اللہ)ان کے اس کام کو چھوڑ دینے کی وجہ سے روایت لیتے تھے ۔ ''
(الجرح والتعدیل : ٦/١٩٤)

ساتھ ہی امام ابو زرعہ رحمہ اللہ امام علی بن مدینی رحمہ اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں :
لا نرتاب فی صدقہ ۔ ''ہم ان کے سچے ہونے میں شک نہیں کرتے ۔''(الجرح والتعدیل : ٦/١٩٤)

ثابت ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے حوالے سے امام ابو زرعہ اور امام ابو حاتم رحمہمااللہ کا ''ترک'' موجبِ جرح نہیں ،اس پر دلیل یہ بھی ہے کہ امام ابو زرعہ رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کو اپنی کتا ب ''الضعفائ'' میں ذکر نہیں کیا ، اس کے برعکس امام ابو حنیفہ کا یوں تذکرہ کیا :
کان أبو حنیفۃ جھمیّا ۔ ''ابو حنیفہ جہمی (صفاتِ باری تعالیٰ کے منکر)تھے ۔''
(کتاب الضعفاء لابی زرعۃ : ۲/۵۷۰)

کسی ثقہ کا ثقہ سے روایت ترک کر نا موجبِ جرح نہیں ، امام مسلم رحمہ اللہ نے امام علی بن المدینی اور امام محمد بن یحییٰ الذہلی رحمہما اللہ سے روایت ترک کر دی تھی ، کیا ان کو بھی ''متروک'' کہا جائے گا ؟ خود امام بخاری رحمہ اللہ نے اما م حماد

بن سلمہ رحمہ اللہ سے روایت ترک کر دی تھی ، کیا ان کو ''متروک'' سمجھا جائے گا؟
امام ابن ابی حاتم الرازی امام ابو حنیفہ کے بارے میں فرماتے ہیں :
ثمّ ترکہ ابن المبارک بأخرۃ ۔ ''پھر آخری دور میں امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے انہیں ترک کردیا تھا ۔''(الجرح والتعدیل : ۸/۴٤۹)
کوئی ہے جو یہ کہہ دے کہ امام عبداللہ بن مبارک نے اپنے استاذ امام ابو حنیفہ کو ''متروک'' قرار دیا ہے ؟

تصانیف

(۱)الجامع الصّحیح (۲)الجامع الکبیر (۳)المسند الکبیر
(٤)التّاریخ الکبیر (۵)العلل (٦)الضّعفاء الکبیر
(۷)الأشربۃ (۸)الکنیٰ (۹)التّاریخ الاوسط
(۱۰)التّاریخ الصّغیر (۱۱)التّفسیر الکبیر (۱۲)خلق أفعال العباد

(۱۳)رفع الیدین (۱٤)القراء ۃ خلف الامام (۱۵)کتاب الفوائد

چند جلیل القدر اساتذہ ئ کرام

امام احمد بن حنبل ، احمد بن صالح المصری ، اسحاق بن راہویہ ، سلیمان بن حرب ، عبداللہ بن زبیر الحمیدی ، علی بن عبداللہ المدینی ، ابن ابی شیبہ ، یحییٰ بن معین اور امام دارمی وغیرہم رحمہم اللہ علیہم ۔
(تہذیب الکمال : ۱٦/۸٤۔۸۵)

چند جلیل القدر شاگرد

امام مسلم ، ترمذی ، ابو زرعہ الرازی ، ابو حاتم الرازی ، ابن خزیمہ ، ابن ابی عاصم ، محمد بن نصر المروزی ، محمد بن یوسف الفربری اور محمود بن اسحاق الخزاعی وغیرہم رحمہم اللہ ۔(تہذیب الکمال : ۱٦/۸٦۔۸۷)

امام بخاری رحمہ اللہ مجتہد تھے

امام بخاری رحمہ اللہ مجتہد تھے ،جیسا کہ حافظ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :
وأمّا البخاریّ وأبوداو،د فامامان فی الفقہ من أهل الاجتهاد ، وأمّا مسلم والتّرمذیّ والنّسائیّ وابن ماجہ وابن خزیمہ وأبویعلیٰ والبزّار فهم علی مذهب أهل الحدیث ، لیسوا مقلّدین لواحد بعینہ من

العلماء ، وھٰؤلاء کلّھم یعظّمون السّنّۃ والحدیث ۔
''امام بخاری اور امام ابوداو،د رحمہمااللہ دونوں فقہ میں مجتہد امام تھے ، امام مسلم ، امام ترمذی ، امام نسائی ، امام ابنِ ماجہ ، امام ابنِ خزیمہ ، امام ابویعلیٰ اور امام بزار رحمہم اللہ اَہل الحدیث (محدثین)کے مذہب (قرآن و حدیث)پر تھے ، کسی بھی خاص عالم کے مقلد نہ تھے ، یہ سب کے سب ائمہ سنت و حدیث کی تعظیم کرتے تھے ۔''

(مجموع الفتاوی : ۲۰/٤۰)

جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی (۱۲۹۲۔۱۳۵۲ھ)کہتے ہیں :

واعلم أنّ البخاریّ مجتهد لا ریب فیہ ۔

''آپ یقین کر لیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے مجتہد ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ۔''

(مقدمہ فیض الباری : ۵۸)

نیز شاہ صاحب ان لوگوں کا رد کرتے ہوئے جو امام بخاری کو شافعی المذہب وغیرہ سمجھتے ہیں ، لکھتے ہیں :

لکنّ الحقّ أنّ البخاریّ مجتهد ۔ ''لیکن حق یہ ہے کہ امام بخاری مجتہد تھے ۔''(العرف الشذی : ۱/۲)

جناب عبدالحئی لکھنوی حنفی لکھتے ہیں :

جلالۃ قدر البخاریّ ودقّۃ فہمہ وسعۃ نظرہ وغورہ وفکرہ ما لا یخفیٰ علی من انتفع بصحیحہ ۔ ''جو صحیح بخاری سے بہرہ ور ہوا ، اس پر امام بخاری کی عظمت و جلالت ، ان کی باریک فہمی ، وسعتِ نظر اور نکتہ شناسی پوشیدہ نہیں ہے ۔''(الفوائد البہیۃ : ۱۸)

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری محمد طیب (۱۳۱۵۔۱٤۰۳ھ)کہتے ہیں :

''حقیقت یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے تراجم و ابواب میں بالغ نظری پائی جاتی ہے ، اس کے پیشِ نظر ان کو کسی فقہی مسلک کا پابند نہیں کہا جا سکتا ہے ، وہ کسی مسلک کے متبع نہ تھے ، بلکہ خود ایک مجتہد کی شان رکھتے تھے ۔''(مفدمہ فضل الباری از شبیر احمد عثمانی : ۱/٦٤)

جلیل القدر امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح '' کتاب میں کسی کی تقلید نہیں کی ، جیسا کہ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب کہتے ہیں :

نسب الی البخاریّ انہ اختار فی النّجاسات مذهب داو،د الظّاهری

کما نقلہ الکرمانی ، أقول : أمّا أنا فلا أقول الا بقدر ما یظهر من عبارتہ وأسکت عمّا سکت عنہ البخاریّ ، لأنّہ لا یلزم باختیارہ بعض جزئیات الظّاهریۃ اختیار جمیعها ، وأمّا الشّارحون فیکتفون بالحکم الاجمالیّ ، فاذا رأوا أنّہ وافق أحدا فی بعض جزئیاتہ ، یحکمون علیہ أنّہ اختار مذہب فلان مع أنّہ مجتهد فی الفقہ ، فیأخذ ما شاء من مسائلهم ویترک ما شاء ، ولیس من لوازم اختیار البعض اختیار الکلّ ۔

''امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ آپ نے نجاستوں کے بارے میں داو،د ظاہری کے مذہب کو اختیار کیا ہے ، جیسا کہ کرمانی نے آپ کے بارے میں نقل کیا ہے ، میں کہتاہوں کہ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو میں اتنی ہی بات کہوں گا جو آپ کی عبارات سے ظاہر ہوتی ہے ، جس چیز کے بارے میں امام صاحب خاموش ہیں ، میں بھی اس بارے میں خاموش رہوں گا ، امام بخاری رحمہ اللہ کے اہلِ ظاہر کی بعض جزئیات کو اختیا ر کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ نے ان کی تمام جزئیات کو اختیار کر لیا ہے ، شارحینِ بخاری اجمالی حکم پر اکتفاء کرتے ہیں ، جب وہ دیکھتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کسی کی بعض جزئیات میں موافقت کی ہے تو وہ آپ پر جھٹ حکم لگا دیتے ہیں کہ آپ نے فلاں کا مذہب اختیار کرلیا ہے ، باوجودیکہ آپ فقہ میں مجتہد ہیں ، ان کے مسائل میں سے جو چاہتے ہیں لے لیتے ہیں اور جوچاہتے ہیں ترک کر دیتے ہیں ، بعض کے اختیار کرنے سے کُل کا اختیارکرنا لازم نہیں آتا ۔''(فیض الباری : ۱/۳۲۵)

شاہ صاحب کی اس عبارت سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے ، ثقہ محدثین کرام رحمہم اللہ کا تقلید کی طرف انتساب کرنا ظلم ِ عظیم اور انتہا درجہ کی ناانصافی ہے ، کیونکہ یہ عظیم لوگ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے حقیقی وارث تھے ، انبیائے کرام کی بعثت کا مقصد تقلید جیسی جہالت اور گمراہی کا قلع قمع کرنا تھا ، اس کے باوجود بعض ناعاقبت اندیش ''مجتہد فی المذہب '' اور ''مجتہد مطلق '' جیسی بے بنیاد اور فضول بحثیں چھیڑ کر محدثین کرام کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں ۔

واضح رہے کہ ثقہ محدثین کرام ہمارے نزدیک اولیاء الرحمن ہیں ، اولیاء اللہ کے دشمنوں کے خلاف اللہ رب العزت نے اعلانِ

جنگ کر رکھا ہے ، ایسے لوگ روزِ محشر ذلت و رسوائی سے نہیں بچ سکیں گے ، ظلم درِ ظلم تو یہ ہے کہ ظالموں نے محدثینِ کرام رحمہم اللہ کو ظالم گردانا ہے ، جیسا کہ زکریا تبلیغی دیوبندی لکھتے ہیں :

''ا ن محدثین کا ظلم سنو ! ''(تقریر بخاری شریف از زکریا : ۲/۱۰٤)

مسلمانو! انصاف سے بتاؤ کہ کیا محدثینِ کرام رحمہم اللہ ظالم تھے ؟ ؟؟

امام زیلعی حنفی (م۷۷۳ھ)اور امام عینی حنفی (م۸۵۵ھ)نے امام بخاری رحمہ اللہ کو ''انتہائی متعصب '' کہا ہے ۔(نصب الرایہ للزیلعی : ۱/۳۵۵ ، عمدہ القاری للعینی : ۵/۲۹۰ ، ۹/٤)

غالی حنفی ڈاکٹر عمر کریم سالاری نے ''الجرح علی البخاری '' کے نام سے ایک بدنامِ زمانہ کتاب لکھی تھی ، جس کا مُسکِت جواب اہلحدیث عالم محمد ابو القاسم نے ''الکوثر الجاری ''کے نام سے دیا ہے ۔

جناب رشید احمد گنگوہی دیوبندی (۱۲٤٤۔۱۳۲۳ھ)امام بخاری رحمہ اللہ کو ''متعصب'' قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

''اسی واسطے باقتضائے تعصبِ مذہبی امام بخاری کو ہرگا ہ کہ اس فقرہ میں گنجائشِ طعن نہ ملی ۔۔۔۔''

(ہدایۃ المہتدی مندرج مجموعہ رسائل : ۱۰٤)

جناب حسین احمد ٹانڈوی (م۱۳۷۷ھ)کہتے ہیں :

''ان مقامات پر جہر کا کوئی بھی قائل نہیں ، مگر دھینگا مشتی کرتے ہوئے امام بخاری اس سے جہر ثابت کرتے ہیں ۔''(تقریر ترمذی از حسین احمد ''مدنی'' : ۳۹۱)

نیز کہتے ہیں : ''اگرچہ فنِ حدیث میں امام بخاری کا بلند مقام ہے ، مگر تعصب کی بنا پر جب یہ امام حنیفہ کا مقابلہ کرتے ہیں تو ان پر بھی تنقید کی جاتی ہے ۔''(تقریر ترمذی : ۳۹۱)

محدثینِ کرام پر مزید برستے ہوئے کہتے ہیں:

''ان حضرات نے تعصب کی بنا پر قصداً ان روایات کو چھوڑ دیا ، کیونکہ اگرچہ یہ لوگ علمِ حدیث میں بڑا پایہ ئ مقام رکھتے ہیں ، مگر بشری عیوب سے سوائے انبیاء علیہم السلام کے کوئی بھی محفوظ نہیں ۔''(تقریر ترمذی : ٤۰۹)

قارئین کرام ! یہ صحیح ہے کہ بشری عیوب سے سوائے انبیائے کرام کے کوئی بھی محفوظ نہیں ، لیکن ثقہ محدثین تعصب سے

ضرور محفوظ تھے ۔والحمد للّٰہ علیٰ ذلک
ناقدِ رجال حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

نحن لا ندّعی العصمۃ فی أئمۃ الجرح والتّعدیل ، لکنّھم أکثر النّاس صوابا وأندرھم خطأ وأشدّھم انصافا وأبعدھم عن التّحامل ، واذا اتّفقوا علی تعدیل رجل أوجرح ، فتمسّک بہ واعضض علیہ بناجذیک ، ولا تتجاوزہ فتندم ، ومن شذّ منھم فلا عبرۃ بہ ، فخلّ عنک العناء ، وأعط القوس باریھا ، فواللّٰہ لولا الحفّاظ الأکابر لخطبت الزّنادقۃ علی المنابر ، ولئن خطب خاطب من أھل البدع فانّما ھو بسیف الاسلام ، وبلسان الشّریعۃ ، وبجاہ السّنّۃ ، وباظھار متابعۃ ما جاء بہ الرّسول صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فنعوذ باللّٰہ من الخذلان ۔

''ہم ائمہ جرح و تعدیل کی معصومیت کے مدعی نہیں ، لیکن وہ سب سے زیادہ درست اور صحیح بات کو پانے والے تھے ، خطا ان میں نادر و کمیاب تھی ، وہ سب سے بڑھ کر انصاف پسند تھے ، وہ تعصب سے کوسوں دور تھے ، جب وہ جرح و تعدیل میں یک زبان ہوں تو اس کو مضبوطی سے پکڑ ، ڈاڑھیں اس پر جما لے ، اس سے تجاوز ہرگز نہ کرنا ، ورنہ نادم اور پشیمان ہوگا ، البتہ ان کے شذوذ کا کوئی اعتبار نہیں ،لہٰذا تو اپنے آپ کو مشقت میں نہ ڈال ، بلکہ (جرح و تعدیل)جس کا کام ہے ، اسی کو سونپ دے ، اللہ کی قسم ! اگر اکابر حفاظ نہ ہوتے تو بے دین لوگ منبروں پر دندناتے پھرتے ، اگر کوئی(اہلِ سنت) اہلِ بدعت سے مخاطب ہوتا تو اسلام کی تلوار ، شریعت کی زبان ، سنت کی شان اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائے ہوئے مذہب کی پیروی کے ساتھ(مخاطب) ہوتاہے ، ہم ذلت و رسوائی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب میں آتے ہیں ۔'' (سیر اعلام النبلاء : ۱۱/۸۲)

یہاں پر بطورِ فائدہ عرض ہے کہ امام ابو حنیفہ باتفاقِ محدثین مجروح ہیں ، ان کے حق میں باسندِ صحیح توثیق کا ایک کلمہ بھی کسی ایک ثقہ امام سے ثابت نہیں ۔ومن یدعی فعلیہ الدلیل !

لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ حافظ ذہبی کی نصیحت قبول کر لیں ، ورنہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

فائدہ :

تعصب کا مطلب ہے ، بے جا طرف داری ، ہٹ دھرمی ، بات صحیح ثابت ہو جانے پر بھی نہ ماننا۔

(دیکھیں القاموس الوحید : ۱۰۸۷)

جو لوگ محدثینِ کرام کے خلاف زبانِ طعن دراز کرتے ہوئے ان کو متعصب گردانتے ہیں ، ان کے بارے میں امام احمد بن سنان الواسطی رحمہ اللہ (م۲٥٦ھ)فرماتے ہیں :

لیس فی الدّنیا مبتدع الّا وھو یبغض أھل الحدیث ، واذا ابتدع الرّجل نزع حلاوۃ الحدیث من قلبہ ۔

''دنیا میں کوئی بدعتی ایسا نہیں جواہلِ حدیث(محدثین) سے بغض و عناد نہ رکھتاہو ، جب کوئی شخص بدعتی ہو جاتا ہے تو حدیث کی حلاوت و مٹھاس اس کے دل سے سلب کر لی جاتی ہے ۔''

(معرفۃ علوم الحدیث للحاکم : ٤ ، شرف اصحاب الحدیث للخطیب : ۷۳ ، وسندہ، صحیح)

قارئین کرام ! اہلِ حدیث کی دو قسمیں ہیں : ایک وہ لوگ جو سماع و کتابت ِ حدیث اور روایت ِ حدیث میں مشغول رہتے ہیں ، دوسرے وہ لوگ جو حدیث کی حفاظت کرتے ہیں ، اس کی معرفت و فہم کی دولت سے مالامال ہیں ، ظاہری و باطنی طور پر محدثین کے پیروکار ہیں ، جیسا کہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے ۔ (مجموع الفتاوی لابن تیمیہ : ٤/۹٥)

سوچنے کی بات ہے کہ اگر محدثین کرام راہِ راست اور حق پر ہیں تو ان کے پیروکا ر حق پر کیوں نہیں ؟

اس پر فتن دور میں طائفہ منصورہ اہلحدیث کی حدیثی خدمات کو ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی یوں سراہتے ہیں :

''جماعت ِ اہلحدیث سے ہمیں تحقیقات ِ حدیث میں کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو ، لیکن اس بات کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ پچھلی صدی میں اپنی بے بضاعتی کے باوجود حدیث کے جھنڈے انہی لوگوں نے قریے قریے اور شہر شہر اٹھائے ہیں ، اس وقت نہ انہیں کوئی بیرونی امداد حاصل تھی ، جس کے سہارے ان کی بڑی بڑی بلڈنگیں اور تنظیمیں بنی ہوں ، بس ایک ولولہ اور جذبہ تھا جو ان کے عوام کو ہر جگہ تراجم ِ حدیث اٹھائے لیے پھرتا تھا ۔''

(آثار الحدیث : ۲/۲۳)

ہماراعقیدہ اور عمل محدثین کے عقیدے و عمل کے مطابق ہے ، یہ اہلحدیث کے اہلِ حق ہونے پر دلیلِ قاطع اور برہانِ عظیم

ے ہے ۔
اس کے برعکس آلِ تقلید نے امام ابو حنیفہ کے ساتھ جو ناروا سلوک کیا ہے ، وہ ناقابلِ بیان ہے ، جیسا کہ خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی صاحب (۱۲۶۹۔۱۳۴۸ھ)لکھتے ہیں :
''ہمارے مشائخ اور ہماری ساری (دیوبندی)جماعت بحمداللہ فروعات میں مقلد ہیں مقتدائے خلق حضرت امام ِ اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اور اصول و اعتقادات میں پیرو ہیں امام ابو الحسن اشعری اور امام ابو منصور ماتریدی رضی اللہ عنہما کے ۔''(المھند علی المفند از خلیل احمد : ۲۹)
انصاف شرط ہے ! یہ لوگ امام ابو حنیفہ کے عقائد و اصول چھوڑنے کے باوجود ''پکے حنفی '' ہیں ، لیکن اگر ہمارا ایک آدھ اجتہادی مسئلے میں امام بخاری رحمہ اللہ وغیرہ سے اختلاف ہو تو آسما ن سر پر اٹھا لیتے ہیں ۔
دراصل انصاف کو ان لوگو ں سے شکوہ ہے کہ یہ اس کا ساتھ نہیں دیتے ، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے امام صاحب کے اصول و عقائد چھوڑ کر دوسروں کا عقیدہ کیوں اختیار کیا ہے ؟ صاف ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک امام صاحب کا عقائد و اصول صحیح نہیں ہوں گے ، ورنہ ان کو ''امام ِ اعظم '' ماننے کے باوجود ان کے عقائد و اصول چھوڑنے کی کیا ضرورت تھی ؟ پھر جس کا اصول و عقیدہ صحیح نہ ہو ، اس کے فروع کا کیا اعتبا ر ؟ ؟
فروعات کا جو خون کرتے ہیں ، وہ بھی کسی پر مخفی نہیں ہے ، اس کی بیسیوں نہیں ، سینکڑوں ہزاروں مثالیں ہیں ، ایک مثال تقی عثمانی صاحب نے یہ بیان کی ہے :
''مزارعت امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے ، لیکن فقہائے حنفیہ نے امام صاحب کے مسلک کو چھوڑ کر تناسب حصہ پیداوار کی مزارعت کو جائز قرار دیا ہے ۔''(تقلید کی شرعی حیثیت : ۱۰۸)
★★ ★★ ★★